رسائل ومسائل

جماعتِ اسلامی کیا ہے ؟

نعیم صدیقی

سوال: کیا آپ مجھے بتائیں گے کہ جماعتِ اسلامی محض ایک عام سیاسی پارٹی کی حیثیت سے جانی اور پہچانی جاتی ہے یا اس کا کردار اسلامی و انقلابی جماعت کے طور پر ابھرا اور نمایاں ہو رہا ہے ؟

اسلامی انقلاب محض اسلام کی دانشورانہ و علمی فوقیت و برتری سے برپا ہوگا یا اللہ تعالیٰ کی سنت کے حساب سے عملاً اسلامی نظام قائم و دائم ہوگا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کھلا اور صاف فرمان ہے کہ نہ اس کی سنت میں کبھی تبدیلی ہوئی، نہ ہوتی ہے اور نہ ہوگی ؟

جواب: ۔ یہ بات کہ جماعت اسلامی کس حیثیت سے جانی اور پہچانی جاتی ہے، اپنی جگہ ایک الگ موضوع ہے۔ مگر اس وقت اہم پہلو یہ ہے کہ ہم لوگوں نے جماعت کو کس نقشے پر کھڑا کیا۔ اور اب تک کس شعور اور کس مقصد سے اس کا کام چلایا۔ اصولی طور پر یہ دینی جماعت ہے۔ اور اس کے سامنے چونکہ اقامتِ دین کا مقصدِ اعلیٰ ہے جس کی راہ میں سیاسی، معاشی اور معاشرتی رکاوٹیں ہیں، اس لیے اس کا راستہ محنت و جہاد کا وہ سخت راستہ ہے جسے آج کل انقلابی راستہ کہتے ہیں۔ دونوں باتوں کو جمع کریں تو جماعتِ اسلامی ایک اسلامی انقلابی جماعت ہی قرار پاتی ہے۔

یہ آپ کو مغالطہ ہے کہ ہمارے نقطۂ نظر سے اسلامی انقلاب محض اسلام کی دانشورانہ و علمی فوقیت و برتری سے برپا ہوگا۔

اسلام کے غلبے کی مہم بہت سے تقاضوں کو پورا کرنے سے نتیجہ خیز ہوتی ہے۔ سب سے پہلے ایمانی و تعبدی پہلو، اخلاقی پہلو، تنظیمی پہلو، دعوتی پہلو، عملی سرگرمیوں کا پہلو، علمی و ادبی پہلو اور سیاسی پہلو۔ ان میں سے کسی بھی چیز کو لفظ "محض" کے ساتھ آپ اگر ذریعۂ انقلاب قرار دیں گے تو یہ جماعت کا نقطۂ نظر نہ ہوگا۔

علمی برتری ویسے اپنی جگہ بڑی وقعت رکھتی ہے۔ سورۂ انفال کی آیت نمبر ۶۵ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم سے اگر سو افراد ہوں تو وہ ہزار کافروں پر غالب آئیں گے، "کیونکہ وہ لوگ سمجھ نہیں رکھتے"۔ کیا سمجھ نہیں رکھتے؟ اول تو یہ کہ جنگ کے لیے جو نظم اور ضبط مسلمانوں نے نبیؐ کی رہنمائی میں دین کے مطابق اختیار کیے تھے وہ علمِ حق اور سمجھ بوجھ کا نتیجہ تھے۔ لیکن زیادہ اہم یہ بات ہے کہ کفار علمِ آخرت کے لحاظ سے کورے تھے اور مسلمانوں کے اندر آخرت کی حیاتِ دائمی اور شہادت کے نورانی ثمرات کا شعور موجود تھا۔

علاوہ ازیں علمی برتری تو آپ کو سیمیناروں میں، مکالموں اور مذاکروں میں، ادب اور صحافت میں، زندگی کو سنوارنے اور باریک تہذیبی احساسات پیدا کرنے میں ایسا مقام دلواتی ہے کہ آپ حریفوں کو پیچھے چھوڑ کر آگے نکلتے ہیں۔ اور آپ کے ساتھ ساتھ دعوتِ حق بھی عروج حاصل کرتی ہے۔

آدمی اپنے نظریہ و مقصد کو صرف جاہل عوام پر واضح کر سکے، مگر فلسفیوں پر، وکلا پر، پروفیسروں پر، ایڈیٹروں پر، وزیروں پر اور جرنیلوں پر واضح نہ کر سکے تو دعوت ایک چھوٹے حلقے میں محصور رہے گی۔ ہر طبقے اور ہر دائرے میں غلبے کے لیے جملہ اقسام کے علوم کی برتری مطلوب ہے۔ سلف میں بھی بے شمار علمی کام غلبۂ اسلام کے لیے کیے گئے، ماضی قریب میں بھی ہوئے اور اب بھی ہو رہے ہیں۔

مگر ہم صرف قرطاس و کتاب تک محدود نہیں رہتے۔ خدمتِ خلق بھی کرتے ہیں۔ جیلوں میں بھی جاتے ہیں۔ جبر و تشدد بھی سہتے ہیں ___ مصر میں، سوڈان میں، شام میں، بنگلہ دیش میں اور دنیا کے ہر گوشے میں لوگ پتھر کھاتے ہوئے جادۂ عشق پر رواں ہیں۔

سیاست کے دائرے میں بھی ہم دعوت کے راستے نکالتے ہیں اور اصلاحِ احوال چاہتے ہیں۔

مگر ہم یہ نہیں چاہتے کہ سیاست اتنی غالب آجائے کہ دینی و اخلاقی قدریں دب جائیں اور ہماری اساسی دعوتِ عام بے جان ہو جائے۔ یہاں تک کہ جماعتِ اسلامی کو محض ایک سیاسی پارٹی سمجھا جانے لگے۔ اگر کچھ لوگوں کو ایسی غلط فہمی ہے تو ہمیں اپنے طرزِ عمل اور پالیسیوں کے توازن سے اسے جلد سے جلد رفع کر دینا چاہیے۔

ہم دین اور سیاست کو دو الگ الگ چیزوں کی حیثیت سے لے کر پھر ان کا ایک مرکب تیار نہیں کرنا چاہتے کہ اتنے گرام دین اور اتنے اونس سیاست۔ بلکہ ہم پہلے سے سیاست کو معاش، معاشرت، تعلیم کی طرح دین کا اپنا ایک تقاضا سمجھ کر کام کرتے ہیں۔

پس نہ دارومدار صرف علمی سرگرمیوں پر ہے، نہ محض سیاسی جدوجہد پر، بلکہ ان کے اپنی جگہ ضروری ہونے کے باوجود اقامتِ دین کی مجموعی مہم انقلابی نوعیت کی ہے۔

"سنت اللہ" کے متعلق آپ کا ایک جملہ پڑھنے سے بات بہت واضح تو نہیں ہوتی مگر یہ حقیقت ضرور کھل جاتی ہے کہ اس کا صحیح مفہوم اور دعوتِ دین اور جماعت دین سے تعلق آپ پر واضح نہیں ہوسکا۔

سنت اللہ کی اصطلاح قرآن میں جہاں جہاں استعمال ہوئی ہے، ان مواقع کو آپ بغور دیکھیں۔ سنت اللہ ایک ایسا قانونی نظام ہے جس کا بیشتر حصہ تقدیر سے متعلق ہے اور بہت سے حقائق غیب میں رہتے ہیں۔ اور ایک حصہ جو تدبیر سے متعلق ہے وہی ہمارا محورِ فکر ہے۔ مگر تدبیر والے حصے میں بھی تدبیر کا پوری طرح عمل میں آجانا اور اس کے لیے وسائل کا جمع ہو جانا، اس کے لیے اعلیٰ درجے کے افراد کا مل جانا، ان افراد میں محبت، اتفاق اور نظم کا مسلسل کارفرما رہنا، پھر رونما ہونے والے حالات و واقعات سے اثر لینا اور اثر ڈالنا، اور آخر میں کسی نتیجے کا برآمد ہونا؛ یہ سب کچھ بھی انسان کے بس میں نہیں ہے۔

سنت اللہ کا مطالعہ قرآن اور تاریخ کی روشنی میں یہ بتاتا ہے کہ اگر کوئی دعوت یا مقصد برحق ہو، اُسے صحیح طور پیش کیا جائے، اُسے پیش کرنے والوں کا ایمانی، اخلاقی اور تنظیمی معیار اعلیٰ درجے کا ہو، مخاطب معاشرے کا انسانی مواد کم سے کم اوسط درجے کی اچھی کوالٹی کا ہو اور لوگ دعوت کو بکثرت قبول کریں، پھر تاریخ کے مدوجزر بھی مفید ثابت ہوں

تو نتیجہ مطلوبہ برآمد ہو سکتا ہے۔ ان "ضروریات" میں کوئی ایک ضرورت پورا ہونے میں بھی کسر رہ جائے تو ازسرِ نو مساعی کرنی پڑتی ہے۔

"سنت اللہ" کا تصور یہ نہیں کہ آپ اس انتظار میں بیٹھ جائیں کہ سنت اللہ اپنا کام کر رہی ہے، وہ کرتی رہے گی اور وہی اسلامی انقلاب کو نافذ کر دے گی۔ سنت اللہ اس طرح خلا میں کام نہیں کرتی کہ آپ کچھ کریں کرائیں نہیں اور کام بن جائے۔ کسان کھیتی کو نہ جوتے نہ بوئے، مگر فصل بھر پور اُگ آئے۔

اب آپ ان گذارشات پر غور کریں اور کسی بات کی وضاحت کی مزید ضرورت ہو تو یہ ناچیز ہر خدمت کے لیے حاضر ہے۔ جہاں تک وقت اور قوت ساتھ دے۔

(بقیہ مجرا)

کے ایمان نے اُن کے اندر اسلامی قانون و شریعت کے لیے پیدا نہ کیا کہ وہ یوں سوچتے کہ ہمارے دین و تہذیب میں فلاں چیز روا یا ناروا ہے۔ کاش کہ وہ کہتے کہ اگر مروجہ آئین و قانون کی رُو سے مجرے کے جواز کی راہیں نکالی بھی جا سکتی ہوں تو قرار دادِ مقاصد اور دستور کی دوسری اسلامی دفعات اور معاشرے کے تصورِ اخلاق اور نظامِ اقدار کے تحت ایسی چیزوں کا معاشرے میں ہونا ناجائز ہے اور ہمیں خدا اور رسول کے احکام اور ان کے متعلق ملت کی رائے عام کا پاس کرتے ہوئے غلط چیزوں کو نہیں ہونے دینا ہے۔ آئندہ کے لیے ہماری کوشش ہے کہ ایسے تمام معاملات قانونی طور پر ہمارے یہاں شریعت کے مطابق طے ہو جائیں اور جلد سے جلد امن و احتساب کے ادارے اور عدالتیں اس قابل ہو جائیں کہ وہ قانونی قوت سے غلط چیزوں کو روک سکیں۔